مسائل طلاق میں تکملہ فتح الملہم کا منہج واسلوب

Style & Pattern of Takmila Fath al Mulhim in Divorce Issues

Dr. Zill-e-Huma
Assistant Professor, Lahore College for Women University, Lahore:
huma_ahsan77@yahoo.com

Dr. Shaista Jabeen
Assistant Professor, Govt. Graduate College for Women, Jhang:
shaista.sadhana@gmail.com

Abstract:
The discipline of Hadith studies is one of the richest and exclusive discipline of knowledge as its branches extend to hundred. The religious scholars had written thousands monograph concerning Hadith interpretations and explanations. Many voluminous works appeared and existed and each of them is a commendable contribution to Hadith explanations. One of the significant works on Hadith explanations is "Takmila Fath-al-Mulhim" that is the result of scholastic efforts of many years by Mufti Muhammad Taqi Usmani. This explanation of Hadith Book Muslim was originated and finished till the "Section of Marriage" by Allama shabbir Ahmad Usmani but he could not extend it to the last chapter due to his political engagements and later his demise closed the chapter. Mufti Muhammad Taqi Usmani completed the remaining work in eighteen years and nine months. The scholar of Hadith Sciences have discussed all dimensions of family issues including marriage and divorce means dissolution of marriage Islma tolerates divorce and separation of husband & wife under specific conditons. However, Islam regards it as abhorrent and reprehensible. The famous scholar Mufti Muhammad Taqi Usmani in his marvelous book "Takmila Fath al-Mulhim" has also discussed divorce issues in details. This article deals with his discussion probing his methodology of argumentation & preference.
Keywords: *Takmila Fath al-Mulhim, Hadith, Divorce Issues*

دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور تیسری صدی ہجری میں ائمہ ستہ کی مشہور زمانہ تالیفات وجود میں آ گئیں۔ احادیث کی جمع وترتیب اور تہذیب کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور مختلف انداز سے محدثین احادیث

کو ترتیب دینے کی خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن اس میں جو تلقی بالقبول صحیحین کو حاصل ہوا اور ان کی صحت پر امت مسلمہ کا جو اجماع ہوا، یہ مقام عظیم کسی اور مجموعہ حدیث کو حاصل نہ ہو سکا۔ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صحیحین کی شروح میں سے ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) کی فتح الباری "بدرالدین عینی (۸۵۵ھ) کی "عمدۃ القاری"، علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی (۶۴۶ھ) کی " صحیح مسلم بشرح النووی"، علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۳۶۹ھ) کی "فتح الملہم" اور جسٹس تقی عثمانی کی "تکملہ فتح الملہم" کو اہم اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کی شرح ہذا در اصل شبیر احمد عثمانی کی شرح "فتح الملہم" کا تکملہ ہے۔ یہ صحیح مسلم کی عظیم الشان شرح ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے چودھویں صدی ہجری کے وسط میں " صحیح مسلم " کی شرح "فتح الملہم" لکھنے کا آغاز کیا۔ آپ نے یہ شرح "کتاب النکاح" تک تحریر فرمائی تھی کہ مسلمانوں کے لیے پاکستان کی شکل میں ایک ایسے خطہ کے حصول کی کاوشیں شروع ہو گئیں، جہاں مسلمان انگریزوں اور ہندوئوں کی غلامی سے نکل کر آزادی کی زندگی گزار سکیں۔ انگریزوں کی قوت اور ہندوئوں کی اکثریت سے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ خطہ کا حصول ایک خواب کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اس خواب کی عملی تعبیر میں سرگرم ہوئے تو تصنیف و تالیف کا کام رک گیا اور "کتاب النکاح" سے آگے نہ بڑھ سکا۔ یہاں تک کہ ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۴۹ء کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جاملے اور "فتح الملہم" کا یہ کام تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ تقریباً پچاس سال کا عرصہ اسی طرح گزر گیا، یہاں تک کہ شرح ہذا کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کو منتخب فرمایا۔ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع کے حکم پر ۲۵ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ کو اس کام کا آغاز کیا اور تقریباً پونے انیس سال کی خاموش محنت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ۲۶ صفر ۱۴۱۵ھ کو مولانا محمد تقی عثمانی کے ہاتھوں سے "فتح الملہم" کی تکمیل فرمادی۔ محمد تقی عثمانی صاحب موجودہ دور کے عظیم محقق، مدبر، مفسر، محدث اور مفکر ہیں۔ موصوف کی اس شرح میں یک جا اتنا محدثانہ اور محققانہ مواد مل جاتا ہے کہ صرف اسی ایک تصنیف کو متعلقہ مباحث میں ایک کتب خانہ کے قائم مقام قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس طرح یہ تصنیف اساتذۂ حدیث اور طالبان علوم نبوت کے لیے ایک گراں قدر علمی تحفہ، مباحث، معلومات، فوائد و نکات اور نادر تحقیقات و تنقیحات کا ایسا خزانہ بن گئی ہے جو انہیں سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی سے محفوظ کر دیتی ہے۔ تکملہ میں معاشی، معاشرتی، سیاسی اور تمدنی مسائل کے ساتھ ساتھ فقہ النساء سے متعلق مسائل بھی زیر بحث لائے گئے ہیں۔ علم الفقہ انسانی زندگی کے عملی مسائل کا شرعی حکم وحل بتانے والا علم ہے۔ قرآن مجید و سنت نبوی میں مذکور و مستنبط وہ مسائل شرعیہ جن کا تعلق خواتین سے ہے، فقہ النساء کے اصطلاحی نام سے جانے جاتے ہیں۔ فقہ

النساء کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ علمائے امت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت ازدواج کی حکمتوں میں ایک حکمت امت میں فقہ النساء کے مسائل کی ترویج و تعمیل بیان کی ہے۔ تکملہ میں رضاعت اور طلاق و لعان سے متعلقہ مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں۔ مقالہ ہذا طلاق سے متعلق مسائل پر مشتمل ہے۔

صاحبِ تکملہ نے رضاعت (احکامِ نکاح) سے فراغت کے بعد طلاق اور اس کی اقسام و احکام بیان کیے ہیں۔ نکاح چونکہ وجود میں سابق اور طلاق لاحق ہے، اس لیے تعلیم میں بھی موصوف نے پہلے نکاح اور بعد میں طلاق کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ طلاق کو رضاعت کے بعد بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں موجبِ حرمت ہیں، مگر رضاعت سے حرمتِ مؤبدہ اور طلاق سے حرمتِ غیر مؤبدہ ثابت ہوتی ہے۔ نکاح اور طلاق کے احکام کو معاشرے کے وجود اور حیاتِ انسانی کی تہذیب میں بڑی اہمیت حاصل ہے، اس لیے اسلام نے ان کے تفصیلی احکام بیان کیے ہیں۔ نکاح سے اصل مقصود انسانی معاشرے کا ضبط و استحکام ہے۔ اس سے حقوق اللہ کی پاسداری اور اخلاقی تربیت ہوتی ہے، اس لیے اسلام اسے قائم رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ لیکن اگر کہیں حدود اللہ کو برقرار نہ رکھ سکنے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو اسلام نکاح کے تعلق کو ختم کر دینے کی اجازت بھی دیتا ہے۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے ہاں طلاق کے مروج طریقہ ہائے کار غیر فطری ہیں۔ یہودیت میں مرد کو طلاق کے وسیع اختیارات حاصل ہیں اور وہ بالکل معمولی وجوہ کی بناء پر جب چاہے، طلاق دے سکتا ہے جب کہ عورت اس اختیار سے یکسر محروم ہے۔ قبل از اسلام زمانۂ جاہلیت میں طلاق مرد کے ہاتھ میں ایک کھلونا تھی، وہ جب چاہتا طلاق دیتا، جب چاہتا رجوع کر لیتا اور اس طرح عورت کو معلق رکھ کر عذاب دیا جاتا۔ عیسائیت اور ہندومت میں رشتۂ نکاح کو ناقابلِ انقطاع تصور کیا جاتا ہے۔ اسلام نے ان غیر فطری طریقوں کی بجائے ایک بڑا فطری طریق اختیار کیا ہے، وہ ایک طرف اس مقدس رشتے کی پختگی اور عظمت کا ذکر کرتا ہے کہ اسے آسانی سے نہیں توڑا جانا چاہیے، لیکن دوسری طرف یہ اجازت بھی دیتا ہے کہ اگر مل کر رہنے میں حدود اللہ کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہو، تو پھر جدا کر دینا ہی قرینِ مصلحت ہے۔ اسلام نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ طلاق صرف دینی و اخلاقی قدروں کی بناء پر ہو۔ قرآن و سنت میں طلاق سے متعلقہ شرائط و احکام بیان کیے گئے ہیں۔ ان احکام کی وسعت و اہمیت کے پیشِ نظر کتبِ احادیث و فقہ میں بھی احکامِ طلاق کے مستقل ابواب ہیں۔ لعان بھی طلاق کی ایک صورت ہے، بعض محدثین و فقہائے کرام کی کتب میں ابوابِ طلاق کے تحت لعان کے احکام درج ہیں، جب کہ صحیح مسلم کے ہاں احکام طلاق و لعان الگ الگ کتب میں مذکور ہیں۔ تکملہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم کی کتاب "الطلاق" اور کتاب "اللعان" درج ذیل ابواب پر مشتمل ہے:

باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها، وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها
باب طلاق الثلاث
باب وجوب الكفارة على من حرّم امرأته ولم ينو الطلاق
باب بيان أن تخييره امرأته لا يكون طلاقا الا بالنية
باب فى الايلاء و اعتزال النساء وتخييرهن
باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها ولا سكنى
باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها، فى النهار، لحاجتها
باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها، وغيرها بوضع الحمل
باب وجوب الاحداد فى عدة الوفاة

کتاب "الطلاق" اور "اللعان" میں موجود مسائل کی تحقیق میں مفتی تقی عثمانی صاحب کے دو مختلف مناہج سامنے آئے ہیں۔ بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب جمہور علماء وفقہائے کرام کی تائید میں دلائل ذکر کرتے ہیں اور بعض مسائل میں مسلکِ حنفی کی تائید کرتے ہیں۔ ان مناہج کے نظائر ملاحظہ فرمایئے۔

اجتہادات فقہائے جمہور کی تائید اور مولانا تقی عثمانی کا اسلوب

اگر کسی مسئلہ کے بارے میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہوں تو مفتی تقی عثمانی صاحب تمام آراء مع دلائل نقل کرتے ہیں اور تمام آراء کا ناقدانہ جائزہ پیش کرتے ہوئے بڑے معقول انداز اور تفہیمانہ اسلوب سے جمہور فقہائے کرام کے مسلک کی تائید کرتے ہیں۔ حالتِ حیض میں طلاق (باوجود حرام ہونے کے) واقع ہونے کے مسئلہ میں موصوف نے مذکورہ منہج اختیار کیا ہے۔

حالتِ حیض میں طلاق کے وقوع کا مسئلہ

جمہور ائمہ کرام کے نزدیک حالتِ حیض میں طلاق باوجود حرام ہونے کے واقع ہو جاتی ہے، جبکہ ابن حزم، ابن تیمیہ، ابن قیم رحمہم اللہ تعالیٰ اور روافض کے ہاں حالتِ حیض میں دی جانے والی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس ضمن میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے ابن حزم، ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہم اللہ تعالیٰ کے استدلالات کے جوابات پیش کیے نیز جمہور کے دلائل نقل کیے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ "عن ابن عمر قال: طلقت امرأتي على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي حائض، فذكر ذلك عمر لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "مره فليراجعها، ثم ليدعها حتى تطهر ثم تحيض حيضة أخرى، فاذا طهرت فليطلقها قبل أن يجامعها أو يمسكها،

فانها العدة التى أمر الله أن يطلق لها النساءَ"۔ قال عبيد الله: قلت لنافع: ما صنعت التطليقة؟ قال: واحدة اعتدبها"۔[1]

"حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حیض کے ایام میں طلاق دے دی، حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسے (ابن عمرؓ) کو حکم دو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لے اور یونہی رہنے دے، حتی کہ حیض سے پاک ہو جائے، پھر اسے دوبارہ حیض آجائے، جب اس (دوسرے) حیض سے پاک ہو جائے تو جماع سے قبل اسے طلاق دے دے یا (چاہے تو) روک رکھے۔ یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ اس کے مطابق عورتوں کو طلاق دی جائے"۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں نے نافع سے پوچھا: جو طلاق دی گئی تھی اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: اس طلاق کو شمار کیا گیا"۔

۲۔ "ان عبد الله بن عمر قال: طلقت امرأتي وهي حائض، فذكر ذلك عمر للنبى صلى الله عليه وسلم فتغيظ رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ثم قال، مره فليراجعها حتى تحيض حيضة أخرى مستقبلة سوى حيضتها التى طلقها فيها، فان بدا له أن يطلقها فليطلقها طاهرا من حيضتها قبل أن يمسها، فذلك الطلاق للعدة كما أمر الله، وكان عبد الله طلقها تطليقة واحدةً، فحسبت من طلاقها، وراجعها عبد الله كما أمره رسول الله صلى الله عليه وسلم "۔ [2]

"عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، حضرت عمرؓ نے اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا، پھر فرمایا کہ اس کو رجوع کا

---

[1] مفتی محمد تقی عثمانی، تکمله فتح الملہم، (کراچی :مکتبه دار العلوم ، ۱٤۳۲ھ) ، ۱٤۰/۱؛ مسلم بن حجاج، ابوالحسین، القشیری، صحیح مسلم، (الریاض ، دار السلام للنشر والتوزیع ، الطبعة الثانية، ١٤٢١ھ)، کتاب الطلاق، باب: تحريم طلاق الحائض بغير رضاها۔۔۔، (٣٦٥٤)

Mufti Muhammad Taqi Usmani, Takmila Fatah al Mulhim, (Karachi: Maktaba Dar ul Uloom, 1432h) 1/140; Muslim Bin Hijaj, al-Qushiri, Abu al Hasan,(Al-Riyaz, Dar ul Salam lil Nashar wal-Tozeeh, Edition 2nd, 1421h), kitab ul Talaq, bab: Tehreem Talaq alhaiz baghair razaha…, (3654)

[2] تکمله، ۱٤٣/۱۔۱٤٤؛ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب: تحريم طلاق الحائض بغير رضاها۔۔۔، (٣٦٥٧)

Takmila, 1/143-144; Sahih Muslim, Kitab ul Talaq, bab: Tehreem Talaq alhaiz baghair razaha…, (3657)

حکم دو، یہاں تک کہ آنے والا حیض آئے، سوائے اس حیض کے، جس میں اس کو طلاق دی ہے پس اگر مناسب سمجھیں کہ اس کو طلاق دینی چاہیے تو اس کو چھونے سے پہلے حیض سے پاکی کی حالت میں طلاق دے، پس یہ طلاق عدت کے لیے ہو گی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک طلاق دی تھی، جو شمار کر لی گئی تھی اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس طلاق سے رجوع کر لیا تھا"۔

۳۔ "عن ابن سيرين، قال: مكثت عشرين سنة يحدثني من لا أتهم أن ابن عمر طلق امرأته ثلاثا، وهى حائض، فأمر أن يراجعها، فجعلت لا أتهمهم ولا أعرف الحديث، حتى لقيت أبا غلاب يونس بن جبير الباهلى، وكان ذا ثبت، فحدثنى أنه سأل ابن عمر فحدثه أنه طلق امرأته تطليقة وهى حائض، فأمر ان يرجعها، قال: أفحسبت عليه؟ قال: فمه؟ أو ان عجز واستحمق"۔[3]

"ابن سیرین کہتے ہیں: بیس سال تک ایک ثقہ آدمی مجھ سے یہ حدیث بیان کرتا رہا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں تین طلاقیں دے دیں اور آپ کو ان سے رجوع کرنے کا حکم دیا گیا، میں اس شخص پر تہمت نہیں لگاتا تھا لیکن میں اس حدیث سے بخوبی واقف بھی نہیں تھا، پھر میں ابو غلاب یونس بن جبیر الباہلی سے ملا، جو ایک مضبوط اور پختہ آدمی تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عمرؓ سے اس بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے اپنی بیوی کو ایامِ حیض میں ایک طلاق دی تھی، انہیں حکم دیا گیا کہ رجوع کر لیں، میں نے کہا: کیا اس کو بھی حساب میں شمار کیا جائے گا؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ کیا اگر وہ عاجز ہو گیا اور احمق ہو گیا"۔

۴۔ دار قطنی نے اپنی سنن میں "شعبہ عن انس بن سیرین" کے طریق سے ابن عمرؓ کی طلاق کے قصہ میں روایت نقل کی ہے اور اس میں ہے:

"فقال عمر: يا رسول الله! أفتحسب بتلك التطليقة؟ قال: نعم"۔[4]

---

[3]تکمله،١/١٤٥-١٤٦؛ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب: تحريم طلاق الحائض بغير رضاها۔۔۔، (٣٦٦١)
Takmila, 1/145-146; Sahih Muslim, Kitab ul Talaq, bab:Tehreem Talaq alhaiz baghair razaha…, (3661)

[4]تکمله،١/ ١٤٢؛ دار قطنی، علی بن عمر، الحافظ، الامام، سنن الدار القطنی،(بيروت، لبنان، دار احياء التراث العربی، ١٤١٣ھ)، كتاب الطلاق والخلع والايلاء وغيره، ٥/٤-٦

"حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طلاق کو شمار کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں"۔

۵۔ دار قطنی نے "سعد بن عبد الرحمن الجمحی عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر" کے طریق سے روایت بیان کی ہے:

"أن رجلا قال لعمر: انی طلقت امرأتی البتة وهی حائض، فقال: عصیت ربک وفارقت امرأتک، فقال الرجل: فان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعبد الله بن عمر حین فارق امرأته وهی حائض، فأمره أن یرتجعها، فقال له عمر: "ان رسول الله صلی الله علیه وسلم أمره أن یرتجعها بطلاق بقی له، وأنت لم تبق ما ترجع امرأتک"۔ [5]

"ایک آدمی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا: میں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دے دی اور وہ حائضہ تھی، حضرت عمرؓ نے فرمایا: تونے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی، آدمی نے کہا: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمرؓ سے فرمایا تھا، جب انھوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں جدا کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا تھا، حضرت عمرؓ نے اس آدمی سے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طلاق کی وجہ سے رجوع کرنے کا حکم دیا تھا، جو ان کے لیے باقی تھی اور تونے ایسی چیز باقی نہیں چھوڑی، جس سے تو اپنی بیوی کی طرف رجوع کرے۔ "

یہ تمام روایات حالتِ حیض میں طلاق کے وقوع میں صریح ہیں اور اس بات پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ وہ طلاق شمار بھی کی جائے گی۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے جمہور کے دلائل نقل کرنے کے بعد ان کی تائید میں بیان کیا:

"ان جمیع الروایات مطبقة علی أن رسول الله صلی الله علیه وسلم أمر ابن عمر بالمراجعة، والمراجعة لا تصح الا بعد الطلاق۔ فالأمر بالمراجعة من رسول الله صلی الله علیه وسلم دلیل کاف علی أنه عد ذلک طلاقا۔ وأما تأویل ابن حزم وغیره بأن المراد بالمراجعة مهنا هو معناها اللغوی، تأویل بارد لا ینهض، ویرده ما ذکرنا من روایة الجمحی عند الدار قطنی، وقد قال فیه عمر : "ان رسول الله صلی الله علیه وسلم أمره

Takmila, 1/142; Dar Qutni, Ali Bin umer, Al Hafiz, Al Imam, Sunan al Dar ul Qutni, (Beirut, Labnan, Dar ul ahya al Turaas ul Arabi,1413h), Kitab al Talaq wal Khula wal ila etc, 4/5-6

[5] تکملہ، ۱/۱۴۲؛ سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق والخلع والایلاء وغیرہ، ۴/۷-۸

Takmila, 1/142; Sunan al Dar ul Qutni, Kitab al Talaq wal Khula wal ila etc, 4/7-8

أن يرتجعها بطلاق بقى له"۔ فالحق أن ما ذهب اليه ابن حزم وأتباعه مذهب لا حجة فيه أمام الروايات الكثيرة المتظاهرة" ۔[6]

"تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ کو رجوع کرنے کا حکم دیا اور رجوع طلاق کے بعد ہی صحیح ہوتا ہے، پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رجوع کا حکم اس بات پر کافی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو طلاق شمار کیا اور جو ابن حزم وغیرہ نے تاویل کی کہ یہاں رجوع سے مراد اس کا لغوی معانی ہے یہ تاویل ٹھنڈی (کمزور) ہے، مضبوط نہیں ہے اور ہماری ذکر کردہ دار قطنی کے ہاں ابجمی کی روایت اس کی تردید کرتی ہے اور حضرت عمرؓ نے اس بارے میں فرمایاہے: "رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی اس طلاق کی وجہ سے، جو باقی تھی، رجوع کریں"۔ پس حق یہ ہے کہ جس کی طرف ابن حزمؒ اور ان کے متبعین گئے ہیں، وہ ایسا مذہب ہے، جس میں اتنی مضبوط روایت کے سامنے کوئی حجت نہیں ہے"۔

ایک مجلس میں یا ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقوں کے وقوع کا مسئلہ

ایک مجلس میں یا ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقوں کے وقوع کے بارے میں ائمہ کی آراء مختلف ہیں۔ ائمہ اربعہ اور جمہور ائمہ سلف وخلف کے نزدیک تین طلاقیں اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں اور عورت پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں رہتی، حتی کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔ ابن عباس، ابو ہریرہ، ابن عمر، عبد اللہ بن عمرو، ابن مسعود، انس رضوان اللہ علیہم، تابعین کرام اور ان کے مابعد اکثر ائمہ کرام کی یہی رائے ہے۔ شیعہ جعفریہ کے ہاں اس سے کچھ واقع نہیں ہوتا، جب کہ ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ اور بعض اہلِ ظاہر کی رائے کے مطابق ایک مجلس یا ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقوں سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔[7] مفتی تقی عثمانی صاحب نے تمام فقہائے کرام کے استدلالات اور

---

[6] تکملہ، ۱/۱۴۳

Takmila, 1/143

[7] ماخوذ از تکملہ، ۱/۱۵۳۔۱۵۴

Abstracted from Takmila, 1/153-154

ان استدلالات کے جوابات نقل کرنے کے بعد جمہور علمائے کرام کے مسلک کی تائید میں ان کے دلائل تفصیلاً نقل کیے ہیں۔[8] ان میں سے چند کا تذکرہ افادہ سے خالی نہ ہو گا۔

ا۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

"ان رجلاً طلق امرأته ثلاثا، فتزوجت، فطلق، فسئل النبی صلی الله علیه وسلم: أتحل للأول؟ قال: لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الأول" ۔[9]

"ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، اس (بیوی) نے نکاح کر لیا، اسے پھر طلاق دے دی گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا وہ پہلے مرد کے لیے حلال ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، حتی کہ یہ اس کی لذت چکھ لے، جیسے پہلے نے چکھی"۔

۲۔ عویمر عجلانی کے قصہ لعان میں ہے کہ انہوں نے لعان کے بعد کہا:

"کذبت علیها یا رسول الله ان أمسکتها، فطلقها ثلاثا قبل أن یأمره رسول الله صلی الله علیه وسلم "۔[10]

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں نے اس کو روکا تو میں اس پر جھوٹ بولنے والا ہوں گا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے تین طلاقیں دے دیں۔ "

۳۔ عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں "الثوری عن سلمة بن کهیل عن زید بن وهب" کے طریق سے نقل کیا ہے :

"انه رفع الی عمر رجل طلق امرأته ألفا، وقال: انما کنت ألعب، فعلاه عمر بالدرة، وقال: انما یکفیک من ذلک ثلاثة"۔[11]

---

[8] تکملہ، ۱/۱۵۴-۱۵۸

Takmila, 1/154-158

[9] تکمله، ۱۵٤/۱؛ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبدالله، صحیح البخاری(الریاض ، دارالسلام للنشر والتوزیع، الطبعة الثانیة، ۱٤۱۹ھ)،کتاب الطلاق، باب: من جوز الطلاق الثلاث، (٥٢٦١)

Takmila, 1/154; Al-Bukhari, Muḥammad bin Ismail, Sahih al Bukhari (Al-Riyadh: Dar al-Salam lilnashar wal Tozee, Edition 2nd, 1419 h), Kitab ul Talaq, bab: man jawaza al Talaq al salas, (5261)

[10] تکمله، ۱۵٤/۱؛ صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب: اللعان ومن طلق بعد اللعان، (٥٣٠٨)

Takmila, 1/154; Sahih al Bukhari, Kitab al Talaq, bab: al lian wa man talaqa bad al lian. (5308)

"حضرت عمرؓ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دی تھیں اور اس نے کہا: میں کھیل رہا تھا، حضرت عمرؓ نے اس پر اپنا کوڑا بلند کیا اور فرمایا: تجھے تین طلاقیں ہی کافی تھیں"۔

۴۔ امام مالک نے الموطا میں روایت بیان کی ہے:

"عن معاويه بن ابى عياش الأنصارى أنه كان جالسا مع عبد الله بن الزبير وعاصم بن عمر، قال: فجاء هما محمد ابن اياس بن البكير فقال: ان رجلا من أهل البادية طلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها، فما ذا تريان؟ فقال عبد الله بن الزبير: ان هذا الأمر ما بلغ لنا فيه قول، فاذهب الى عبد الله بن عباس وأبى هريرة فانى تركتهما عند عائشة فاسألهما ثم أتنا فأخبرنا، فذهب فسألهما، فقال ابن عباس لأبى هريرة: أفته يا أبا هريرة فقد جاء تک معضلة، فقال أبو هريرة: الواحدة تبينها والثلاث تحرمها حتى تنكح زوجا غيره وقال ابن عباس مثل ذلک"۔ [12]

"معاویہ بن ابی عیاش الانصاری سے مروی ہے، کہ وہ عبد اللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمر کے ساتھ بیٹھے تھے، ان دونوں کے پاس محمد ابن ایاس بن البکیر آگئے، انہوں نے کہا: ایک دیہاتی آدمی نے اپنی بیوی کو دخول سے قبل تین طلاقیں دیں، تم کیا خیال کرتے ہو؟ عبد اللہ بن زبیرؓ نے کہا: اس معاملہ میں ہمارے پاس کوئی قول نہیں پہنچا، تم عبد اللہ بن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ کے پاس جاؤ، میں نے انہیں عائشہؓ کے پاس چھوڑا ہے، تم ان سے پوچھو، پھر ہمارے پاس آنا، ہمیں بھی بتادینا، وہ آدمی گیا، اس نے ان سے پوچھا، ابن عباسؓ نے ابو ہریرہؓ سے کہا: اے ابو ہریرہؓ! فتویٰ دیں، آپ کے پاس ایک مشکل مسئلہ آگیا ہے، ابو ہریرہؓ نے کہا: ایک (طلاق) اس کو جدا کر دے گی اور تین (طلاقیں) اس کو حرام کر دیں گی، حتیٰ کہ وہ کسی اور مرد سے نکاح کرے اور ابن عباسؓ نے بھی اسی طرح کہا"۔

---

[11] تکمله، ۱۵۶/۱؛ الصنعانی، عبد الرزاق بن همام، ابوبکر، المصنف، تحقیق، حبیب الرحمن الاعظمی، (منشورات المجلس العلمی، س۔ن)، کتاب الطلاق، باب: المطلق ثلاثاً، (۱۱۳٤۰)، ٦/۳۹۳۔۳۹٤

Takmila, 1/156; al-Ṣanani, Abdul Razzaq Bin Ḥammam,Abu Bakar, Al-Muṣanaf, (Manshurat al-Majlis Al-Ilmi, No Year), Kitab ul Talaq, bab, almutalaqa salasun, (11340), 6/393-394

[12] تکمله، ۱۵۷/۱؛ مالک بن أنس، الموطأ، تحقیق، احمد علی سلیمان، (مصر: دار الغد الجدید، المنصورة، الطبعة الاولیٰ، 1426ھ)، کتاب الطلاق، باب: طلاق البکر، ۳٥۹/۲۔۳٦۰

Takmila, 1/157; Malik bin Anas, Al-Mawṭa (Miṣar: Dar al-Ghad al-Jadid, Edition 1st, 1426h), Kitab al Talaq, bab: Talaq al Bikar, 2/359-360

اخیر میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے جمہور کے دلائل کی تائید میں بیان کیا:

"وان هذا الحديث يرشد نا الى أن هؤلاء الخمسة من الصحابة (عبد الله بن الزبير وعاصم ابن عمر وأبو هريرة وابن عباس وعائشه) كانوا متفقين على وقوع الطلقات الثلاثة بكلمة واحدة، أما مذهب أبى هريرة وابن عباس فظاهر، وأما عبد الله بن الزبير وعاصم بن عمر، فلأنهما استصعبا هذه المسئلة فى غير المدخول بها، فلو كان عدد الثلاث لغوا فى المدخول بها لما استصعبا ذلك وأفتيا بعدم الوقوع فى غير المدخول بها بالطريق الأولى، وانما استصعبا المسئلة لأنها كانت خى غير المدخول بها وأما عائشة رضى الله عنہا فلأن الظاهر من سياق القصة أنها كانت حاضرة عند ما أفتى أبوهريرة وابن عباس بذلك۔ فهؤلاء فقهاء الصحابة أمثال عمر وعلى و عثمان وابن مسعود وابن عمر وعبد الله بن عمرو وعبادة بن الصامت وأبى هريرة وابن عباس وابن الزبير وعاصم بن عمر وعائشة كلهم مطبقون على وقوع الثلاث ولو نطق بها الرجل فى مجلس واحد، وكفى بهم حجة واستنادا"۔ [13]

"یہ حدیث (موطا امام مالک میں معاویہ بن ابی عیاش کی مذکورہ روایت) ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ یہ پانچوں صحابہ (عبد اللہ بن زبیرؓ، عاصم بن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ اور عائشہؓ) ایک کلمہ سے تین طلاقوں کے واقع ہونے پر متفق تھے۔ ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ کا مذہب ظاہر ہے، بہر حال عبد اللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمرؓ نے اس مسئلہ کو غیر مدخول بہا کے بارے میں مشکل سمجھا، اگر تین کا عدد مدخول بہا کے بارے میں لغو ہوتا، تو وہ اس کو مشکل نہ سمجھتے اور غیر مدخول بہا کے بارے میں بطریق اولی اس کے واقع ہونے کا فتوی دے دیتے اور انہوں نے مسئلہ کو مشکل سمجھا، کیوں کہ یہ غیر مدخول بہا کے بارے میں تھا اور جہاں تک حضرت عائشہؓ کا تعلق ہے تو قصہ کے سیاق سے ظاہر ہے کہ وہ ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ کے فتوی کے وقت موجود تھیں۔ پس یہ فقہائے صحابہ عمر، علی، عثمان، ابن مسعود، عبد اللہ بن عمرو، عبادہ بن صامت، ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن زبیر، عاصم بن عمر اور عائشہ رضوان اللہ علیہم سب کے سب تین

[13] تکملہ، ۱/۱۵۷-۱۵۸

Takmila, 1/157-158

طلاقوں کے واقع ہونے پر متفق ہیں، اگرچہ آدمی ایک ہی مجلس میں ان کو بولتا ہے اور ان سے دلیل اور سند پکڑنا کافی ہے"۔

احناف کے دفاع میں نظائر

اختلافی مسائل میں بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب حنفی مسلک کی تائید کرتے ہیں اور اس ضمن میں بعض مقامات پر حنفی علمائے کرام کی طرف سے احادیثِ صحیح مسلم کی تاویلات بھی پیش کرتے ہیں۔ اس منہج کے کچھ نظائر ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں۔

مطلقہ بائنہ کے لیے نفقہ اور رہائش کا مسئلہ

مطلقہ بائنہ کے نفقہ وسکنی کے وجوب وعدمِ وجوب کے بارے میں ائمہ کی آراء مختلف ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک مطلقہ بائنہ کے لیے ہر حال میں نفقہ وسکنی ہے، خواہ وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ عمر بن خطابؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، حماد، شریح، نخعی، ثوری، ابن شبرمہ، حسن بن صالح اور عثمان البتی رحمہم اللہ تعالیٰ اسی کے قائل ہیں اور ابن ابی لیلی ؒ سے بھی یہی ایک روایت ہے۔ احمدؒ، اسحاقؒ اور اہل ظاہر کے ہاں مطلقہ بائنہ حاملہ ہونے کی صورت میں نفقہ وسکنی کی مستحق ہے۔ حسن بصری، عمرو بن دینار، طاؤس، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ اور شعبی رحمہم اللہ علیہم اسی کے قائل ہیں اور اسی کو ابراہیمؒ اور ابن ابی لیلی ؒ سے بھی یہی روایت کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ میں امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی رائے یہ ہے کہ اس کے لیے ہر حال میں رہائش ہے، مگر نفقہ صرف حاملہ ہونے کی صورت میں ہے۔ اسی رائے کے قائلین امام اوزاعی، لیث بن سعد، عبد الرحمن بن مہدی اور ابو عبیدہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں اور یہی ابن ابی لیلیؒ سے مروی ہے۔[14] مفتی تقی عثمانی صاحب نے حنفی مسلک کی تائید میں درج ذیل دلائل ذکر کیے ہیں۔

---

[14] تکملہ، ۲۰۲/۱ ؛ بدرالدین العینی، محمود بن احمد، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، (بیروت، لبنان ،دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، ۲۰۰۵ء)، کتاب العدة، باب: قصة فاطمة بنت قیس، ۳۳۹/۱۴؛ ملخص از الجصاص، احمد بن علی، الرازی، ابوبکر، أحکام القرآن،(بیروت، لبنان ،داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۲ھ)، ۳۵۵/۵۔۳۵۶

Takmila, 1/202; Badr al-Din al-Aini, Mahmud bin Aḥmad, Umda tul-Qari Sharah Sahih Al bukhari, (Beirut, Labnan: Dar al-Fikr, Lil Tabaat Wal-Nashar, 2005),kitab ul idat,Bab:Qissa Fatima Bint e Qais,14/ 339;Abstract from Al-Jasas, Ahmad bin Ali, Al-Razi, Abu Bakar, Ahkam Al-Quran, (Beirut, Labnan: Dar Ahya Al-Turath Al-Arabi,1412h), 5/355-356

قرآن پاک میں ہے:

١۔ "وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاع بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ" ۔ [15]

"اور مطلقہ عورتوں کو قاعدے کے مطابق فائدہ پہنچانا متقیوں پر ان کا حق ہے"۔

٢۔ "وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَه رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ"۔ [16]

"اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر واجب ہے کہ وہ معروف طریقے پر ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ اٹھائے"۔

٣۔ "اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَاِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ"۔ [17]

"ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اُسی جگہ رہائش مہیا کرو، جہاں تم رہتے ہو، اور انہیں تنگ کرنے کے لیے انہیں ستاؤ نہیں، اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو اس وقت تک نفقہ دیتے رہو جب تک وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں"۔

٤۔ طحاوی نے "حماد بن سلمة عن حماد عن الشعبی عن فاطمه بنت قیس" کے طریق سے روایت بیان کی ہے :

"أن زوجها طلقها ثلاثا، فأتت النبی صلی الله علیه وسلم فقال: لا نفقة لک ولا سکنی، قال: فأخبرت بذلک النخعی، فقال: قال عمر بن الخطاب۔ وأخبر بذلک۔ لسنا بتارکی آیة من کتاب الله تعالیٰ وقول رسول الله صلی الله علیه وسلم لقول امرأة لعلها أو همت، سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: لها السکنی والنفقة"۔ [18]

---

[15] البقرۃ،٢:٢٤١

Al- Baqara, 2:241

[16] البقرۃ٢: ٢٣٣

Al- Baqara, 2:233

[17] الطلاق،٦:٦٥

Al- Talaq, 6:65

[18] تکمله، ٢٠٥/١؛ الطحاوی، احمد بن محمد بن سلامه بن عبدالملک بن سلمه، ابوجعفر، شرح معانی الآثار، محقق، محمد زہری النجار، مکتبة دار الباز عیاض احمد الباز مکه المکرمه، الطبعة الثالثة، ١٤١٦ھ، کتاب الطلاق، باب: المطلقة طلاقا بائنا ماذا لها علی زوجها فی عدتها، ٦٨/٣

"ان کے (فاطمہ بنت قیسؓ کے) خاوند نے انہیں تین طلاقیں دیں، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے نفقہ وسکنی نہیں، نخعی کو اس کی خبر دی گئی، انہوں نے کہا: جب حضرت عمرؓ کو یہ خبر سنائی گئی انہوں نے فرمایا: ہم کتاب اللہ کی آیت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو ایک عورت کی بات کی وجہ سے چھوڑنے والے نہیں ہیں، شاید اسے وہم ہو گیا ہو، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اس کے لیے سکنی اور نفقہ ہے"۔

۵۔ صحیح مسلم میں "عبدالرحمن بن قاسم عن ابیه عن عائشة" کے طریق سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

"مافاطمة خير أن تذكر هذا، قال: تعنى قولها لا سكنى ولا نفقة"۔ [19]

"فاطمہؓ کے لیے کوئی خیر نہیں کہ وہ اس کو ذکر کرے، یعنی جو وہ کہہ رہی تھی کہ اس کے لیے نفقہ وسکنی نہیں"۔

۶۔ بخاری کے ہاں حضرت عائشہؓ سے مروی روایت ہے:

"ما لفاطمة؟ ألا تتقى الله يعنى فى قولها لا سكنى ولا نفقة"۔ [20]

"فاطمہؓ کے لیے کیا ہے؟ کہ وہ اللہ سے نہ ڈرے؟ یعنی اپنے قول "لاسكنى و لانفقة" کے بارے میں"۔

۷۔ طحاوی نے روایت بیان کی ہے:

"أن فاطمه كانت اذا ذكرت شيئا من ذلک رماها أسامة بن زيد بما كان فى يده"۔ [21]

Takmila, 1/205; Al-Tahawi, Ahmad Bin Muhammad Bin Salama Bin Abdul Malik Bin Salma, Abu Jafar, Sharah Maani al Assar, (Makkah: Dar al-Baz, 1412h), Kitab al Talaq, bab: almutaliqa bainun maza laha ala zojiha fi idatiha, 3/68

[19] تکمله، ۲۰۷/۱؛ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب: المطلقة البائن لا نفقة لها، (۳۷۱۹)

Takmila, 1/207; Sahih Muslim, Kitab al Talaq, bab: almutaliqa al bain la nafaqa laha, (3719)

[20] تکمله ۲۰۷/۱؛ صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب: قصة فاطمه بنت قيس ۔۔۔، (۵۳۲۳،۵۳۲٤)

Takmila, 1/207; Sahih al Bukhari, Kitab al Talaq, bab: Qissa Fatima bint e Qais…, (5323, 5324)

[21] تکمله، ۲۰۷/۱؛ شرح معانی الآثار، کتاب الطلاق، باب: المطلقة طلاقا بائناً ما ذالها على زوجها فى عدتها، ٦٨/٣

Takmila, 1/207; Sharah Maani al Assar, Kitab al Talaq, bab: almutaliqa bainun maza laha ala zojiha fi idatiha, 3/68

"جب فاطمہؓ اس میں سے کسی چیز کو ذکر کرتی تھیں، تو اسامہ بن زیدؓ ان کو وہ چیز مار دیتے تھے، جو ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی"۔

ان دلائل کے نقل کرنے کے بعد مفتی تقی عثمانی صاحب نے بیان کیا :

"فهذا كله يدل على أن المبتوتة تستحق السكنى والنفقة جميعا عند هؤلاء الصحابة، وانما أنكر عليها عمر بمحضر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم ينكر ذلک عليه منكر، فدل تركهم الانكار عليه أن مذهبهم كمذهبه"۔ [22]

"یہ سب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بائنہ عورت ان صحابہ کے نزدیک رہائش اور نفقہ دونوں کی مستحق ہے اور حضرت عمرؓ نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس پر (فاطمہ بنت قیس پر) انکار کیا، کسی انکار کرنے والے نے ان کا انکار نہیں کیا، ان کے انکار کو چھوڑ دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا مذہب حضرت عمرؓ کے مذہب کی طرح ہے"۔

صحیح مسلم کی حدیثِ مبارکہ:

"عن فاطمة بنت قيس أن أبا عمرو ابن حفص طلقها البتة وهو غائب، فأرسل اليها وكيله بشعير، فسخطته، فقال: والله مالک علينا من شيئ، فجاء ت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلک له، فقال: ليس لک عليه نفقه، فأمرها أن تعتد فى بيت أم شريک، ثم قال: تلک امرأة يغشاها أصحابى، اعتدى عند ابن أم مكتوم، فانه رجل أعمى، تضعين ثيابک، فاذا حللت فبآذنينى، قالت: فلما حللت ذكرت له أن معاوية ابن أبى سفيان وأباجهم خطبانى، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أما أبوجهم فلا يضع عصاه عن عاتقه، وأما معاوية فصعلوک لا مال له انكحى أسامة بن زيد، فكرهته، ثم قال: انكحى أسامة، فنكحته، فجعل الله فيه خيرا واغتبطت به" ۔ [23]

---

[22] تکملہ، ۱/۲۰۷؛ شرح معانی الآثار، کتاب الطلاق، باب: المطلقۃ طلاقا بائناً ماذا لھا علی زوجھا فی عدتھا، ۳/۶۸

Takmila, 1/207; Sharah Maani al Assar, Kitab al Talaq, bab: almutaliqa bainun maza laha ala zojiha fi idatiha, 3/68

[23] تکملہ، ۱/۱۹۶۔۲۰۱؛ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب: المطلقۃ البائن لا نفقۃ لھا، (۳۶۹۷)

Takmila, 1/196-201; Sahih Muslim, Kitab al Talaq, bab: almutaliqa al bain la nafaqa laha, (3697)

چونکہ مطلقہ بائنہ کے لیے نفقہ وسکنی کے عدمِ وجوب کے بارے میں صریح ہے، لہذا موصوف نے اس میں یوں تاویل کی کہ فاطمہ بنت قیسؓ کے منتقل ہونے کا سبب ان کی اپنی جانب سے تھا، تو وہ نافرمان کی طرح ہو گئیں اور ان کا نفقہ وسکنی دونوں ساقط ہو گئے۔ عربی عبارت ملاحظہ فرمایئے :

"وامافاطمه بنت قيس رضى الله عنها فالذى يظهر من مجموع الروايات أنها طلبت النقلة من بيت زوجها لكونه فى مكان وحش، وكانت تبذو وتطيل لسانها على أحمائها، فأخرجها النبى صلى الله عليه وسلم عملاً بقوله تعالىٰ (ولا يخرجن الا أن يأتين بفاحشة مبينة) ـــ وأما النفقة فقد ورد فى حديث الباب أن وكيل زوجها أرسل اليها بنفقة شعير، ولكنها تقالته، فيمكن أن يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم منعها من الزيادة عليها، فزعمت أن المبتوتة لا تستحق النفقة، وانما أنكر عمر عليها بهذا الزعم، ويحتمل أيضا أنها لما انتقلت من بيت زوجها منعت من النفقة أيضا، لأن النفقة جزاء الاحتباس وقد فات"۔ [24]

"فاطمہ بنت قیسؓ نے اپنے خاوند کے گھر سے منتقل ہونے کا ارادہ کیا، کیوں کہ وہ وحشت و تنہائی کے گھر میں تھیں اور فحش گوئی یا بدتمیزی کرتی تھیں اور ان کی زبان اپنے دیوروں پر لمبی ہوتی تھی (دیوروں سے جھگڑتی تھیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس قول "وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّأتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ"[25] پر عمل کرتے ہوئے انہیں نکال دیا۔۔۔ بہر حال نفقہ کے بارے میں حدیث باب (صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث) میں آیا ہے کہ ان کے خاوند نے انہیں جو کا نفقہ بھیجا، لیکن انہوں نے اسے کم سمجھا۔ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ دینے سے منع کر دیا ہو، اس نے سمجھ لیا کہ بائنہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں اور حضرت عمرؓ نے اس دعوی کی وجہ سے اس پر انکار کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب یہ اپنے خاوند کے گھر سے منتقل ہو گئیں، تو ان کو خرچہ سے بھی روک دیا گیا، اس لیے کہ خرچہ قید کا بدلہ ہوتا ہے اور وہ قید ختم ہو گئی"۔

---

[24] تکملہ، ۱/۲۰۷

Takmila, 1/207

[25] ابن عباس سے فاحشۃ کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "وہ گھر والوں پر سخت کلام ہے"۔ المصنف عبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب: "الا أن ياتين بفاحشة"، (۱۱۰۲۲)، ۳۲۳/٦

Al-Musanaf Abdul Razzaq, Kitab al Talaq, bab: illa an ya tina bi fahisha, (11022), 6/323

مطلقہ عدت والی عورت کا دورانِ عدت دن کے وقت گھر سے باہر نکلنے کا مسئلہ

اکثر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ بیوہ عدت والی عورت (متوفی عنہ) کے لیے اپنی عدت میں دن کے وقت نکلنا جائز ہے جبکہ مطلقہ عدت والی عورت کے بارے میں فقہائے کرام کی آراء اختلافی ہیں۔ صحیح مسلم کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا حجاج بن محمد، قال: قال ابن جريج: أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر ابن عبد الله يقول: طلقت خالتي، فأرادت أن تجد نخلها، فزجرها رجل أن تخرج، فأتت النبي صلى الله عليه وسلم فقال: بلى فجدي نخلك، فانك عسى أن تصدق أو تفعلي معروفا"۔ [26]

سے استدلال (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ کی خالہ کو دورانِ عدت کھجور کا پھل کاٹنے کے لیے نکلنے کی اجازت دی) کرنے کے ساتھ امام شافعی، مالک، احمد اور لیث رحمہم اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ مطلقہ عدت والی عورت کے لیے حاجت کے پیشِ نظر دن کے وقت نکلنا جائز ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ کا اللہ کے اس فرمان "وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ" [27] کے عموم سے استدلال کرنے کے ساتھ مؤقف یہ ہے کہ یہ نہی مطلقات کے نکلنے کے عدمِ جواز میں قطعی صریح ہے، حتیٰ کہ ان کی عدت ختم ہو جائے اور "متوفی عنہ" کے بارے میں ایسا حکم نہیں آیا۔ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ عدت میں نفقہ کی مستحق نہ ہو اور اس کے لیے معیشت کے سلسلہ میں دن کے وقت نکلنا جائز ہو۔ مطلقہ عورت کو نفقہ اس کے خاوند کی طرف سے ملتا ہے، پس اسے نکلنے کی حاجت نہیں۔ اس ضمن میں موصوف نے صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث مبارکہ میں درج ذیل تاویلات کے ساتھ حنفی مسلک کی تائید کی ہے:

"وأما حديث الباب فخبر واحد لا يصح به تخصيص الكتاب أو تقييده، ويحتمل أن تكون خالة جابر رضي الله عنهما محتاجة الى الخروج لنفقتها بأن كانت قد اختلعت من

---

[26] تکمله، ۲۱۷/۱-۲۱۸؛ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب: جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار، (۳۷۲۱)

Takmila, 1/217-218; Sahih Muslim, Kitab al Talaq,baab:jawaz kharooj ul mutadia al bain wal mutawafi unha zojiha fil nihar,(3721)

[27] الطلاق، ۶۵: ۱

Al Talaq, 65:1

زوجها على نفقة عدتها، وفى أمثالها يجوز لها الخروج --- ويمكن أيضا أن يكون صلى الله عليه وسلم أذن لها بذلك حين لم تنزل أحكام العدة"۔[28]

"بہر حال حدیثِ باب (حضرت جابرؓ کی مذکور حدیث) خبر واحد ہے اس کے ذریعے سے کتاب اللہ کی تخصیص یا تقیید درست نہیں اور ممکن ہے کہ حضرت جابرؓ کی خالہ اپنے نفقہ کے لیے نکلنے کی اس لیے محتاج ہوں کہ انہوں نے اپنے خاوند سے عدت کے خرچہ پر (عدت کا نفقہ نہ دینا) خلع لی ہو۔ اس قسم کی مثالوں میں نکلنا جائز ہوا کرتا ہے---اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت انہیں اجازت دی ہو، جب عدت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے"۔

اخیر میں موصوف نے حنفی مسلک کی تائید میں ایک اور دلیل یوں ذکر کی کہ حضرت جابرؓ نے اس حدیث کو روایت کیا پھر انہوں نے خود اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ جیسا کہ طحاوی نے روایت بیان کی ہے :

"حدثنا أبو الزبير قال "سألت جابرا: أتعتد المطلقة والمتوفى عنها زوجها أم تخرجان؟ فقال جابر: لا، فقلت: أتتربصان حيث أرادتا؟ فقال جابر: لا"۔ [29]

"ہم سے ابو زبیر نے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: میں نے جابرؓ سے پوچھا، مطلقہ اور وہ عورتیں، جن کے خاوند وفات پا گئے ہوں، کیا وہ عدت گزاریں یا نکلیں؟ جابرؓ نے کہا: نہیں، میں نے کہا: جہاں ان کا جی چاہے وہاں ٹھہریں؟ جابرؓ نے فرمایا: نہیں"۔

حضرت جابرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے مطلقہ کے بارے میں فرمایا:

"انها لا تعتكف ولا المتوفى عنها زوجها ولا تخرجان من بيوتهما حتى توفيا أجلهما"۔[30]

---

[28] تکمله، ٢١٨/١۔٢١٩؛ المرغينانى، على بن ابوبكر، برہان الدين، الهداية مع الدراية، (لاہور، مكتبة رحمانية، س۔ن)، ٤٣٤/٢؛ فتح القدير، كتاب الطلاق، ٣١٠/٤

Takmila, 1/218-219; Al-Marghinani, Ali bin Abu Bakar, Burhan ul din, Al-Hidaya Maa Aldraya, (Lahore, Maktaba Rehmania, No year), 2/434; Fatah al Qadir kitab al Talaq, 4/310

[29] تکمله، ٢١٩/١؛ شرح معانى الآثار، كتاب الطلاق، باب: المتوفى عنها زوجها، هل لها أن تسافر فى عدتها، ٧٩/٣

Takmila, 1/219; Sharah Maani al Assar, Kitab al Talaq,bab:Almatwafi unha zojiha,hull aha un tusafira fi idatiha, 3/79

[30] تکمله، ٢١٩/١؛ شرح معانى الآثار، ايضاً

Takmila, 1/219; Sharah Maani al Assar, ibid

"وہ اعتکاف نہ کرے اور وہ بھی، جس کا خاوند مر گیا ہو اور وہ دونوں اپنے گھروں سے نہ نکلیں، حتی کہ اپنی عدت پوری کر لیں"۔

حنفی مسلک کی مزید تقویت کے لیے موصوف نے امام طحاویؒ کی رائے یوں نقل کی:

"فهذا جابر بن عبد الله قد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم فى اذنه لخالته فى الخروج فى جداد نخلها فى عدتها، ثم قد قال هو بخلاف ذلک، فهذا دليل على ثبوت نسخ ذلک عنده"۔[31]

"یہ جابر بن عبد اللہؓ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی خالہ کے لیے دورانِ عدت کھجوروں کے پھل کاٹنے کے لیے نکلنے کی اجازت روایت کرتے ہیں، پھر وہ اس کے بر خلاف کہہ رہے ہیں، یہ ان کے ہاں اس کے نسخ کے ثابت ہونے کی دلیل ہے"۔

مسئلہ لعان

احناف کے یہاں محض لعان کے ساتھ جدائی واقع نہیں ہوتی، بلکہ لعان کے بعد حاکم کے فیصلے کے ساتھ واقع ہوتی ہے جب کہ امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک جدائی محض لعان کے ساتھ ہی واقع ہو جاتی ہے۔ تقی صاحب نے حنفی مسلک کی تائید میں درج ذیل روایات ذکر کی ہیں:

١۔ "عن سعيد بن جبير قال: سئلت عن المتلاعنين فى امرة مصعب أيفرق بينهما؟ قال: فما دريت ما أقول، فمضيت الى منزل ابن عمر بمكة، فقلت للغلام: استأذن لى قال: انه قائل، فسمع صوتى، قال: ابن جبير! قلت: نعم، قال: ادخل فوالله ما جاء بک هذه الساعة الا حاجة، فدخلت فاذا هو مفترش برذعة، متوسد وسادة حشوها ليف، قلت: أبا عبدالرحمن! المتلاعنان أيفرق بينهما؟ قال: سبحان الله نعم، ان أول من سأل عن ذلک فلان ابن فلان، قال: يا رسول الله! أرأيت أن لو وجد أحدنا امرأته على فاحشة كيف يصنع؟ ان تكلم تكلم بأمر عظيم، وان سكت سكت على مثل ذلک، قال: فسكت النبى صلى الله عليه وسلم فلم يجبه، فلما كان بعد ذلک أتاه، فقال: ان الذى سألتک عنه قد ابتليت به، فأنزل الله عزوجل هؤلاء الآيات فى سورة النور: (والذين يرمون

---

[31] تکمله، ٢١٩/١؛ شرح معانى الآثار، كتاب الطلاق، باب: المتوفى عنها زوجها، هل لها أن تسافر فى عدتها، ٧٩/٣
Takmila, 1/219; Sharah Maani al Assar, Kitab al Talaq,bab:Almatwafi unha zojiha,hull aha un tusafira fi idatiha, 3/79

أزواجهم) فتلاعن عليه ووعظه وذكره وأخبره أن عذاب الدنيا أهون من عذاب الآخرة، قال: لا والذى بعثک بالحق ما كذبت عليها، ثم دعاها فوعظها وذكرها، وأخبرها أن عذاب الدنيا أهون من عذاب الآخرة، قالت: لا والذى بعثک بالحق انه لكاذب، فبدأ بالرجل فشهد اربع شهادات بالله انه لمن الصادقين، والخامسة أن لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين، ثم ثنى بالمرأة، فشهدت أربع شهادات بالله انه لمن الكاذبين، والخامسة أن غضب الله عليها ان كان من الصادقين، ثم فرق بينهما"۔ [32]

اس حدیث مبارکہ کے خط کشیدہ الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق فرمائی۔

۲۔ ابو داؤد نے عیاض بن عبد اللہ الفہریؒ کے طریق سے سہل بن سعدؓ سے عویمر اور اس کی بیوی کے قصہ میں روایت بیان کی ہے :

"فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وكان ما صنع عند النبى صلى الله عليه وسلم سنة، قال سهل: حضرت هذا عند رسول الله فمضت السنة بعد فى المتلاعنين أن يفرق منهما ثم لا يجتمعان أبدا"۔ [33]

"انہوں نے اپنی بیوی کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاقیں دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نافذ کر دیا اور جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا جائے وہ سنت بن جاتا ہے، سہلؓ نے کہا: میں اس موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا، اس کے بعد لعان کرنے والوں میں یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ ان کے درمیان جدائی ڈال دی جاتی وہ کبھی بھی جمع نہ ہوتے"۔

۳۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

"فرق النبى صلى الله عليه وسلم بين اخوى بنى العجلان وقال: الله يعلم ان أحد كما لكاذب فهل منكما تائب؟ فأبيا ۔۔۔ ففرق بينهما"۔[34]

---

[32] تکملہ، ۱/۲۴۰۔۲۴۱؛ صحيح مسلم، كتاب اللعان، (۳۷۴٦)

Takmila, 1/240-241; Sahih Muslim, Kitab al Lian, (3764)

[33] تکملہ، ۱/۲۴۲؛ ابو داؤد، سليمان بن اشعث، السجستانى، سنن أبى داؤد، (الرياض ،دار السلام للنشر والتوزيع، ۱۴۳۰ھ)، كتاب الطلاق، باب: فى اللعان، (۲۲۵۰)

Takmila, 1/242; Abu Daud, Suleman bin Ashas, Al- Sajastani, Sunan Abi Daud, (Al Riyaz, Dar ul Salam lil Nashar wal-Tozeeh, 1430h), Kitab al Talaq, bab: Fil lian, (2250)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈال دی اور فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے، کیا تم میں سے ایک توبہ کرنے والا ہے؟ ان دونوں نے انکار کیا۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان جدائی ڈال دی"۔

۴۔ ابن عمرؓ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے، انہوں نے فرمایا:

"لاعن النبی صلی الله علیه وسلم بین رجل وامرأة من الأنصار وفرق بینهما"۔ [35]

"رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک مرد اور عورت کے درمیان لعان کروایا اور ان کے درمیان جدائی ڈالوادی"۔

یہ تمام روایات اس بارے میں صریح ہیں کہ جدائی صرف لعان سے واقع نہیں ہوتی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کی طلاق کو لعان کے بعد نافذ کیا اور سنت یہ ہے کہ ان کے درمیان قسموں سے فارغ ہونے کے بعد جدائی ڈالی جائے۔ ان دلائل کے ذکر کے بعد مفتی تقی عثمانی صاحب نے بیان کیا:

"ولم اجد للشافعی رحمه الله حدیثا یدل بهذه الصراحة علی وقوع الفرقة بلعان الزوج وحده"۔ [36]

"اور میں نے شافعیؒ کے لیے کوئی ایسی حدیث نہیں پائی، جو اسی صراحت کے ساتھ صرف خاوند کے لعان کے ساتھ جدائی کے واقع ہونے پر دلالت کرے"۔

اخیر میں اسی سیاق میں موصوف نے ابو بکر جصاصؒ کی رائے یوں نقل کی:

"قول الشافعی فی ایقاعه الفرقة بلعان الزوج خارج عن أقاویل سائر الفقهاء ولیس له فیه سلف"۔ [37]

---

[34] تکمله، ۲۴۲/۱-۲۴۳؛ صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب: صداق الملاعنة، (۵۳۱۱)
Takmila, 1/242-243; Sahih al Bukhari, Kitab al Talaq,bab:sadaq ul mulainat, (5311)

[35] تکمله، ۲۴۳/۱؛ صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب: التفریق بین المتلاعنین، (۵۳۱۴)
Takmila, 1/243; Sahih al Bukhari, Kitab al Talaq,bab:altafreeq bain al mutlaineen, (5314)

[36] تکملہ، ۲۴۳/۱
Takmila, 1/243

[37] تکمله، ۲۴۳/۱؛ احکام القرآن للجصاص، ۱۵۰/۵
Takmila, 1/243;Ahkaam ul Quran lil Jasas, 5/150

"شوہر کے لعان کے ساتھ جدائی کے واقع کرنے میں امام شافعی کا قول تمام فقہاء کے اقوال سے خارج ہے اور اس میں ان کا کوئی پیشرو نہیں"۔

المختصر یہ کہ تکملہ فتح الملہم کو شروحِ صحیح مسلم میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنے والد مفتی محمد شفیعؒ کے حکم پر یہ شرح لکھی۔ پے درپے مشغولیات، لگاتار اسفار اور متفرق انواع کی مصروفیات کی وجہ سے صاحب تکملہ نے اٹھارہ سال اور نوماہ کی مدت میں اس شرح کی تکمیل کی۔ جدید انداز واسلوب پر مرتب یہ شرح ایک امتیازی مقام کی حامل ہے۔ اس میں حدیث وفقہ کی متداول اور اساسی کتب پر انحصار کیا گیا ہے۔ مولانا تقی عثمانی صاحب کو چونکہ انگریزی زبان پر قدرت اور عصری علوم میں دسترس حاصل ہے۔ انہوں نے مسائلِ جدیدہ کے حل میں اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کیا اور قدرت کی طرف سے انہیں اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت، مختلف اسلامی بینکوں اور اقتصادی مراکز میں جدید مسائل کو سمجھنے اور ان کے شرعی احکام واضح کرنے کے مواقع میسر آئے۔ چنانچہ انہوں نے اس شرح میں جدید مسائل کا حل بھی امت کے سامنے پیش کیا ہے۔ کتاب "الطلاق" اور "اللعان" میں موجود مسائل کی تحقیق میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے دو مختلف مناہج اختیار کیے ہیں۔ بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب نے جمہور علماء وفقہائے کرام کی تائید میں دلائل ذکر کیے ہیں اور بعض مسائل میں مسلکِ حنفی کی تائید کی ہے۔